يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَٱكْتُبُوهُ
(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم آپس میں ایک مقررہ مدت کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو)

سورۃ البقرۃ چار بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔ دو حصے احکام شریعت اور دو حصوں میں انفاق فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں ہیں۔ احکام شریعت میں عبادات ایک مضمون ہے اور معاملات یہ دوسرا مضمون ہے۔
اور معاملات کے ضمن میں یہ بہت اہم مسئلہ ہوتا ہے جب کوئی معاملہ یا سودا قرض کا ہو۔ اس حوالے سے یہ طویل ترین آیت ہے اور معاملات کے اعتبار سے بہت اہم آیت ہے۔ ان دو آیات (282-283) میں بہت باریک تفصیل (Details) بھی اللہ نے بیان کی ہے۔
اس آیت سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ کی آیتیں گزر چکی۔

معاملات کے بارے میں یہ آخری دو آیات سورۃ البقرۃ میں ہیں۔ لین دین کے احکام بارے میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے معاملات میں شک وشبہ والی بات ہوتی ہے کہ کیا بات طے ہوئی تھی؟ کیا شرائط تھیں اور کیا نہیں تھیں؟ اسکے حوالے سے اسکی اہمیت ہیں۔ چونکہ غلط فہمی، گمان یا بھول معاشرے میں جھگڑا پیدا کر سکتا ہے اسلیے اس معاملے میں بڑی تفصیلی ہدایات دی گئی۔

پچھلی آیتوں میں ایمان والوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی گئی جہاں اپنے مال کو سب سے بہتر جگہ لگانے کہا گیا۔ پھر سود سے شدت کے ساتھ بچنے کے لیے کہا گیا جہاں اپنے مال کو سب سے بدترین جگہ لگانے سے منع کیا گیا۔ اب اس آیت میں ادھار یا قرض کی بات کی جا رہی ہے جہاں اپنے مال کو جائز جگہ لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔
انسان سود لے نہیں سکتا اور بعض اوقات صدقات لینا بھی پسند نہیں کرتا تو پھر قرض یا ادھار لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ سود، صدقات، قرض اور عام روزمرہ کی زندگی میں خرید و فروخت کے لین دین کے بارے میں بھی ہمارا دین ہمیں اچھی طرح تعلیم دیتا ہے۔ اسلیے اس آیت کے اختتام پر کہا گیا "اور اللہ تمہیں (یہ احکام) سکھاتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔
اسلام نے ہمیں صرف روزے، نماز یا اخلاقی امور ہی کی تعلیم نہیں دی بلکہ اسکے ساتھ ساتھ ہمیں معاملات کو ایکدوسرے کے ساتھ اچھی طرح نبھانے کی تعلیم بھی دی ہے۔ جہاں معاشرتی معاملات میں بہت کچھ سکھایا ہے وہاں مالی معاملات میں ایکدوسرے سے کیے گئے معاہدات (Contracts) میں ہمارا طرز عمل اور طریقہ کار کیا ہونا چاہیے یہ بھی ہمیں اللہ نے سکھایا اور خاص طور پر وہ چیزیں جن میں حلال حرام کی بات ہو اور ساتھ ہی جن میں انسانوں کے باہمی تعلقات متاثر ہونے کا اندیشہ ہو وہاں صحیح طور پر صحیح بات سکھائی گئی۔

یہ آیت قرآن کی سب سے طویل آیت ہے۔ اسے "آیت دَین" یا "آیتِ مُدَایَنَة" کہتے ہیں۔

یہاں "ایمان والے" کہہ کر پکارا گیا ہے کیونکہ حکم اہم ہے۔

تَدَايَنتُم (د ی ن):- تفاعل کے وزن پر۔ یعنی تم ایکدوسرے سے ادھار کا معاملہ کرو۔ تم ایکدوسرے سے لین دین کا معاملہ کرو۔

قرض اور دین میں فرق ہے۔ دین میں لین دین معین وقت کے لیے ہوتا ہے۔ اس میں صرف مال ہی کا لین دین نہیں ہوتا بلکہ کسی چیز کا بھی لین دین ہو سکتا ہے مثلاً جائداد، تجارت، کرایے پر مکان دینا یا کوئی اور چیز کرایے پر دینا بھی آتی ہے۔ اسی طرح اس میں کوئی چیز فروخت کرکے اسکی جو قیمت ہے اگر پوری ادا نہ کی جائے اور ادائیگی کے لیے وقت مقرر کیا جائے تو وہ بھی اس میں آتا ہے۔ اور کسی سے کوئی کام لیا جائے اور اسکی اجرت طے کی جائے تو وہ اجرت بھی ایک طرح سے دین ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مہر یا خلع یافتہ عورت کا مہر اپنے شوہر کو واپس لوٹانا بھی اس میں آتا ہے۔ گویا ہر طرح کا لین دین اس میں آتا ہے۔

ایسے لین دین کو لکھنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ جیسے دستاویز (Documents) یا تحریر کہتے ہیں۔
معاملات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو عام روزمرہ کی زندگی میں جو آپس میں لین دین ہوتا ہے جیسے نقد یا عَین کا معاملہ کہتے ہیں۔ جس میں وقتی طور پر معاملہ ہوتا ہے پھر وہیں پر ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی دکان یا پھیری والے سے کوئی چیز خریدتا ہے، اسکی قیمت ادا کرتا ہے اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات بات وہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ لمبا معاملہ چلتا ہے مثلاً کسی نے ایک چیز خریدی لیکن اسکی پوری قیمت ادا کرنے کے پیسے نہیں تھے تو وہ کہتا ہے کہ اسکی آدھی قیمت ابھی دیتا ہوں اور آدھی قیمت تین دو مہینے بعد دوں گا۔ یعنی آدھا نقد ہے اور آدھا ادھار ہے۔ ایسی صورت میں بعض اوقات معاملات اگر نہ لکھے جائے تو غلط فہمی یا بھول کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پھر لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں پھر معاملات عدالت تک پہنچتے ہیں۔ حالانکہ کسی کی بدنیتی نہیں ہوتی لیکن غلط فہمی یا بھول کی وجہ سے بھی اسطرح کے معاملات ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھار قریبی رشتے داروں کے درمیان بھی اسطرح کے معاملات کی وجہ سے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ اسلیے انسانوں پر رحم کرتے ہوئے اللہ نے ان معاملات کی تعلیم دی۔ اور یہ تعلیم 1400 سال پہلے دی گئی تھی۔ آجکل تو باقاعدہ اسطرح کی تعلیم کے ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ حالانکہ یہ تعلیم 1400 سال پہلے اُن عربوں کو دی گئی تھی جنہیں پڑھنا لکھنا بھی نہیں آتا تھا۔
لوگوں کو تاکید کی گئی کہ اگر معاملات ایسے ہو جو طویل مدت میں طے پائے ہو تو اُس صورت میں صرف زبانی کلامی معاملہ نہ کرو بلکہ کاغذی ثبوت بھی فراہم کرو۔ کیونکہ اگر کاغذی ثبوت نہ ہو تو معمولی کی وجہ سے مشکلات ہو سکتی ہیں۔ اسلیے ان معاملات کو لکھا جائے۔ یہ لکھنا بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں بلکہ بھول یا غلط فہمی کی وجہ سے معاملات خراب نہ ہو اسلیے لکھنا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایسا کرنا اللہ کا حکم ہے۔
نقد بھی لکھ دیا جائے تو اچھا ہے۔ جیسے آجکل دکان سے کوئی چیز خریدتے ہیں تو اکثر دکاندار رسید (Receipt) دیتے ہیں۔ اور یہ دراصل لکھی ہوئی تحریر ہوتی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ چیز مثلاً کپڑے وغیرہ کسی کو واپس کرنا ہو تو دکاندار رسید مانگتا ہے۔ اسکے بغیر وہ واپس نہیں لیتا۔ کیونکہ یہ رسید ثبوت ہے۔ اسی طرح ادھار یا قرض کے معاملات میں بھی ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلیے ایسے معاملات لکھ کر طے ہونے چاہیے اور ساتھ ہی اس پر گواہ بھی بنانے چاہیے۔ تاکہ انسان کے تقوی کی حفاظت ہو سکے۔ کیونکہ کبھی کبھار نیک انسان بھی ان معاملات میں اپنا تقوی کھو سکتا ہے کیونکہ انسان کبھی بھول بھی سکتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ ایسے معاملات لکھنے کو برا سمجھتے ہیں۔ اسلیے ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہیے کہ یہ بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں لکھوانا ہے بلکہ ہم میں سے کوئی بھول سکتا ہے اور اللہ کا بھی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تعلقات، ہماری عزتوں، ہمارے عہد و معاہدوں، اور ہمارے لین دین کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسلیے اللہ کے اس حکم کو اپنے فائدے میں سمجھو۔ اور شکر ادا کرو کہ اس نے انسانوں کو صحیح طریقہ سکھا دیا۔ ورنہ معاشرے میں مالی معاملات کی وجہ سے خرابیاں ہوتی اور انسان خود بھی شک وشبہ میں پڑا رہتا ہے کہ پتہ نہیں میں نے کتنا لیا تھا یا دیا تھا، کتنا دینا چاہیے تھا، کبھی زیادہ تو نہیں دیا، کبھی کم تو نہیں دیا وغیرہ یعنی ایک بے چینی اور پریشانی ہو جاتی ہے۔ اسی لیے آگے کہا گیا أَلَّا تَرْتَابُوٓا۟ (یہ حکم اسلیے دیئے جا رہے ہیں) تاکہ تمہارے اندر شک یا بے چینی نہ رہے"۔ ہم پرسکون زندگی بسر کر سکو۔
اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارا دین ہمیں جو راستہ دکھا رہا ہے وہ سکون و اطمینان و امن کی علامت ہے۔ اسی میں بہتری اور بھلائی ہے۔

وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِٱلْعَدْلِ
(اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارے درمیان انصاف کے ساتھ لکھے)

لکھنے والا کسی کی طرفداری نہ کرے بلکہ پورا پورا انصاف کے ساتھ لکھے۔ ایک پر زیادتی اور دوسرے کا ساتھ نہ دے کیونکہ اللہ کے یہاں کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ اس دنیا میں اگر کوئی کسی انسان کے لیے کسی دوسرے پر ظلم یا کسی کے حق میں کمی کرے گا تو آخرت میں وہ شخص جس کا ساتھ دیا تھا، وہ اُسے چھڑا نہ سکے گا۔ اس لیے عدل سے کام لے کمی بیشی نہ کرے۔ کاتب کسی کے خاطر اپنے آخرت کا نقصان نہ کرے۔

کاتب ساری تفصیل صحیح صحیح لکھے کہ کون قرض لے رہا ہے اور کون دے رہا ہے۔ کون سے مہینے میں اور کتنے تاریخ کو مقروض وہ قرض واپس کرنے والا ہے۔ کتنی رقم اُسے ادا کرنی ہے۔ وہ پوری رقم ایک ساتھ ادا کرے گا یا آدھی آدھی کچھ مخصوص مہینوں میں ادا کرے گا وغیرہ۔ کاتب کوئی بھی ذومعنی بات نہ لکھے۔ جو شرائط طے ہو رہی ہے اُن شرائط کو پورا پورا لکھے۔

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ ٱللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ
(اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ نے اُسے سکھایا ہے اُسے لکھنا چاہیے)

یہ ہدایت تاکید کے ساتھ کی گئی، اس لیے کہ اُس معاشرے میں پڑھے لکھے لوگ بہت کم ہوتے تھے۔
آجکل ایسی تحریروں کو لکھنے والے (Accountant) موجود ہیں جو پیشے کے طور پر یہ کام کرتے ہیں۔
یہ علم بھی اللہ نے ہی سکھایا ہے۔ علم اللہ کی طرف سے دی گئی ایک بہت بڑی نعمت اور رحمت ہے۔ اس لیے اللہ کا شکر ادا کرے۔ جو کچھ ہم نے سیکھا اُس علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ علم کا خرچ کرنا بھی انفاق ہے جیسے مال کا خرچ کرنا انفاق ہے ایسے ہی جب انسان کسی کو علم دے رہا ہوتا ہے تو وہ ایک طرح سے انفاق کر رہا ہوتا ہے۔
ایسے لکھنے میں کوئی اُجرت لے سکتا ہے لیکن اُسے لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔
بار بار لکھنے کی بات آیت میں آئی ہے۔ اس سے لکھنے کی اہمیت پتہ چلتی ہے۔ اور خاص طور پر مالی معاملات میں لکھنا پڑھنا کس قدر ضروری ہے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔

وَلْيُمْلِلِ ٱلَّذِى عَلَيْهِ ٱلْحَقُّ
(اور چاہیے کہ وہ شخص املاء کرائے جس پر حق ہے)

مقروض املاء کرائے یعنی مقروض ساری تفصیل کاتب سے لکھوائے۔ کیونکہ مقروض کے ذمہ حق (قرض) ہے۔ (اگر قرض دینے والا لکھواتا تو ہو سکتا ہے مقروض کو برا لگتا۔ مقروض خود ہی لکھواتا ہے اس سے پہلے کہ قرض دینے والا کہے تو اس میں مقروض کی عزت بھی رہے گی۔ واللہ اعلم)

وَلْيَتَّقِ ٱللَّهَ رَبَّهُۥ
(اور اُسے اپنے رب، اللہ سے ڈرنا چاہیے)

یہاں مالی معاملات کی بات کرتے کرتے تقوی کی بات کی گئی یعنی قانونی معاملے میں روحانی معاملے کی بات کی گئی۔ کیونکہ اگر تقوی ہو گا تو کوئی بھی دھوکہ بازی نہیں کر سکتا۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔
مقروض سب کچھ صحیح لکھوائے۔ وہ اُس مال کے مالک سے زیادہ اُس مالک سے ڈرے جو اُس کا بھی رب (خالق، مالک، مدبر) ہے۔

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا
(اور [لکھواتے وقت] وہ [مقروض] اُس میں سے کسی چیز کی کمی نہ کرے)

يَبْخَسْ (ب خ س):- حق سے کم دینا۔ گھٹانا۔ حق تلفی کرنا۔ کمی کرنا
کمی میں کون کون سی چیزیں آتی ہیں؟
1) کمیت:- گنتی میں کم نہ کرے۔ مثلاً ایک لاکھ دس ہزار روپے قرض لیا تو ایک لاکھ پانچ ہزار نہ لکھوائے۔
2) کیفیت:- اُسکی کوالٹی (Quality) میں کمی نہ کرے۔
3) نوع (قسم):- اُس چیز کی قسم میں کمی نہ کرے۔ مثلاً کپڑوں کی الگ الگ قسمیں ہوتی ہیں۔ ریشم کے کپڑے کو کاٹن (Cotton) نہ لکھوائے۔

ان تمام باتوں کی تفصیل واضح اور صحیح لکھوائے۔ وہ صحیح ماپ، صحیح تول یا صحیح گنتی لکھوائے۔

فَإِن كَانَ ٱلَّذِى عَلَيْهِ ٱلْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُۥ بِٱلْعَدْلِ
(پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض ہے [مقروض] نادان یا کمزور ہو یا لکھوا نہیں سکتا ہو تو اس کا سرپرست عدل کے ساتھ املاء کرائے [لکھوائے])

سَفِيهًا ← نادان، ناسمجھ، جسے عقل نہیں
یعنی ایسا شخص جو معاملات کو صحیح نہیں سمجھ سکتا۔ کم عقل ہے جسے لین دین کرنا نہیں آتا۔ مثلاً ذہنی طور پر کم عقل ہے یا بچہ ہے یا ایسے بڑے جنہیں معاملات کی صحیح سمجھ نہیں۔

ضَعِيفًا ← ضعیف، کمزور
جسمانی یا ذہنی اعتبار سے کمزور ہے یا بوڑھا یا بچہ یا اندھا یا بہرہ ہے۔

لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ جو لکھوانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔
مثلاً اگر کوئی گونگا ہے یا وہ زبان (Language) نہیں جانتا کیونکہ وہ دوسرے ملک سے ہے۔ یا قانونی زبان نہیں جانتا۔

اگر مقروض کسی وجہ سے لکھوا نہیں سکتا تو اُس کا ولی (سرپرست) اُسکے وکیل کی حیثیت سے اُسکی طرف سے لکھوا سکتا ہے۔ یہ ولی اُس کا کوئی رشتہ دار بھی ہو سکتا ہے جیسے اُس کے ماں باپ یا بھائی بہن وغیرہ میں سے بھی کوئی شخص ہو سکتا ہے یا غیر رشتہ دار بھی ہو سکتا ہے جیسے وکیل یا کوئی ایسا شخص جو اسکی مدد کر سکتا ہو۔
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُۥ بِٱلْعَدْلِ (تو اُس کا سرپرست [ولی] عدل کے ساتھ املاء کرائے)
وہ ولی عدل کے ساتھ کمی بیشی کیے بغیر لکھوائے۔
یہاں مالی معاملات میں بھی بار بار عدل اور تقوی کی بات ہو رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ کمی نہ کرنا۔ یعنی ٹھیک ٹھیک لکھنا اور لکھوانا۔ کسی پر بھی زیادتی اور ظلم نہ ہو۔

وَٱسْتَشْهِدُوا۟ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَٱمْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَىٰهُمَا ٱلْأُخْرَىٰ
(اور تم اپنے مسلمانوں مردوں میں سے دو گواہ بنا لو۔ پھر اگر دو مرد [میسر] نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں [گواہی دیں] جنہیں تم گواہوں کے طور پر پسند کرو، [یہ اسلیے] کہ ایک عورت اگر بھول جائے تو اُن میں سے دوسری اُسے یاد دلا دے)

ٱسْتَشْهِدُوا۟ (ش ہ د):- استفعال کے وزن پر ہے۔ یعنی تم گواہ بناؤ۔
گواہ طلب کرو۔ گواہ مانگ لو۔ گواہ لے لو۔

مِن رِّجَالِكُمْ بالغ مرد اور مسلمان بھی ہو۔
رَجُل بالغ مرد کو کہتے ہیں۔

ٱمْرَأَتَانِ (م ر ی) دو بالغ عورتیں۔

تَرْضَوْنَ (ر ض ی) تم جنہیں پسند کرتے ہو۔ تم جن سے راضی ہو۔
اس سے مراد کوئی ذاتی پسند نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عادل ہو، جن کے دین و ایمان سے تم راضی ہو، جو معاشرے میں قابل اعتماد سمجھے جاتے ہو، جن سے تمہیں تسلی ہو کر وہ گواہی دے سکتے ہیں کیونکہ یہ مالی لین دین کا کام ہوش مندی کا کام ہے۔ اس لیے ایک مرد نہیں بلکہ دو مردوں کی بات کی گئی۔ اور اگر دو مرد نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتوں کی بات کی گئی۔

ہو سکتا ہے ذاتی طور پر تم انھیں پسند نہیں کرتے لیکن وہ سب کے خیر خواہ ہو۔ کبھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذاتی طور پر تم کسی کو پسند کرو لیکن وہ گواہی دینے کے قابل ہی نہ ہو۔ مالی معاملات میں گواہوں کے بارے میں بھی احتیاط کی گئی تاکہ معاشرے میں مال کی وجہ سے خرابی نہ ہو۔
یہ بات یاد رہے کہ کاتب (لکھنے والے) کے لیے یہ شرط نہیں رکھی گئی کہ وہ مسلمان ہو لیکن گواہی دینے والے کے لیے یہ شرط رکھی گئی کہ وہ مسلمان ہو۔

دو عورتیں گواہی کے لیے کیوں؟ ایک عورت کیوں نہیں؟!
اس کا جواب بھی اسی آیت میں ہے کہ اگر ایک عورت کو گواہی دینے میں کوئی بھول لاحق ہو جائے تو ایک کو دوسری عورت یاد کرا دے۔ گواہی ایک ہی عورت دے گی اور دوسری عورت مدد کے لیے ہے۔ کیونکہ مرد کی بہ نسبت عورت زیادہ بھولتی ہے۔ اور اس معاملے میں صرف مرد بھی ہو تو ایک مرد نہیں بلکہ دو مرد گواہی دے گے۔ گواہی کا یہ نصاب صرف مالی معاملات کے لیے ہے۔ دوسرے معاملات میں گواہی کا نصاب:
1) زنا و قذف ← 4 مرد
2) نکاح وطلاق ← 2 مرد
3) افلاس (Bankruptcy) ← 3 مرد
4) رضاعت ← ایک عورت (دایہ)
5) چاند دیکھنے کی خبر ← ایک مسلمان

وَلَا يَأْبَ ٱلشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوا۟
(اور گواہ جب بلائے جائے تو وہ انکار نہ کریں)

لَا يَأْبَ (ء ب ی) ← نہ انکار کرے۔
أَبَىٰ ← کسی بات کو تسلیم نہ کرنا، اڑ جانا، مکروہ جاننا، ناپسند کرنا، کسی چیز سے ناخوش ہونا۔
جب گواہوں کو گواہی کے لیے بلایا جائے تو وہ گواہی دینے سے انکار نہ کرے، عدالت میں حاضر ہونے سے انکار نہ کرے، وہ ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرے۔ گواہی دینا ایک بڑی ذمہ داری اور امانت ہے جس پر اس مقدمے کا انحصار ہے۔ گواہ کی وجہ سے مقروض اور قرض دینے والے کو انصاف ملے گا۔
یہاں کہا گیا کہ جب گواہوں کو بلایا جائے یعنی اگر جھگڑا پیدا ہوا ہو اور گواہی کی ضرورت پیش آئے تب وہ گواہی دینے حاضر ہو۔ اگر کوئی گواہوں کو بلایا نہ جائے تو خود ہو کر گواہی دینے نہ جائے۔ بد ترین گواہ وہ ہے جنھیں بلایا نہ جائے پھر بھی بے وجہ گواہی دینے لگے۔ اور جھوٹی گواہی دے۔
بخاری:- نبیؐ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ (صحابہ) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو اُنکے بعد آئیں گے (تابعین) پھر وہ لوگ جو اُسکے بھی بعد آئیں گے (تبع تابعین)" عمرانؓ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبیؐ نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا پھر نبیؐ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خیانت کریں گے، جن پر اعتماد نہیں رہے گا۔ اُن سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے..."
یہاں جھوٹی گواہی کی طرف اشارہ ہے۔ اُن سے کسی نے گواہی دینے کہا ہی نہیں پھر بھی وہ اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ انھوں نے دیکھا تو کچھ نہیں لیکن غلط بات کرے گے۔ انھیں کسی نے گواہی دینے نہیں بلایا تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ جرم کے خلاف کے بجائے گناہوں مثلاً زنا وغیرہ کے بارے میں گواہی دینے خود پیش ہوں گے۔
اسی طرح بہترین گواہوں کے بارے میں آتا ہے:
مسلم:- نبیؐ نے فرمایا "کیا تمہیں بہترین گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہی جو گواہی طلب کیے جانے سے پہلے اپنی گواہی پیش کر دے"۔
یعنی جب گواہ کو بلایا جائے تو وہ فوراً گواہ کے لیے حاضر ہو جائے۔ بعض اوقات پولیس (Police) وغیرہ کے ڈر سے گواہ بھی گواہی دینا نہیں چاہتے کہ کہیں ان معاملات میں ہم پھنس نہ جائے۔ ایک بار جب خود گواہی دینے تیار ہو گئے تھے تو اب گواہ بننے کے بعد انکار نہ کرو یہ کہا جا رہا ہے یہاں۔

وَلَا تَسْـَٔمُوٓا۟ أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰٓ أَجَلِهِۦ
(اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے مقررہ مدت کے ساتھ لکھوانے میں سستی نہ کرو)

تَسْـَٔمُوٓا۟ (س ء م):- کسی کام یا چیز سے اکتانا۔ تھکنا۔ سستی کرنا

مدت کے تعین کے ساتھ چھوٹی اور بڑی چیز لکھو۔ لکھنے میں سستی نہ کرو۔
بخاری:- "جو ادھار کی بیع کرے تو وہ معلوم ماپ، معلوم تول اور معلوم مدت کے لیے کرے"۔
یعنی ناپ (مثلاً کپڑا اتنے میٹر [Metre] لیا)، تول (مثلاً بادام اتنے ملو لیا) مدت (مثلاً کتنے مہینے میں پیسے واپس کرے گے)

ساری تفصیلات لکھی جائے مثلاً فلاں چیز جس کا وزن اتنا ہے، جس کی قیمت اتنی ہے، جس کی آدھی قیمت اتنی ہوتی ہے اور اتنے مدت تک کے لیے ہے۔
چھوٹی اور بڑی بات بھی لکھو۔ مثلاً اس کی قیمت پچاس ہزار تیس روپے ہے۔ اس میں صَغِيرًا (چھوٹ) 30 روپے ہے اور كَبِيرًا (بڑی) 50,000 روپے ہے ورنہ ہو سکتا ہے کوئی صفر (Zero) کا اضافہ کرکے لاکھ بنا دے۔
بنک کے چیک (Cheque) میں الفاظ اور نمبروں میں بھی لکھتے ہیں اور آگے Only (صرف) لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب اس سے آگے کچھ نہیں۔ یعنی اتنا ہے بس۔

ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَٰدَةِ وَأَدْنَىٰٓ أَلَّا تَرْتَابُوٓا۟
(یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کے لیے زیادہ درست طریقہ ہے اور [اسطرح] تمہارے شک میں پڑنے کا امکان بھی کم رہ جاتا ہے)

ذَٰلِكُمْ:- (ذَٰلِكَ + كُمْ) یہ، یہی
ذَٰلِكَ ← اسم اشارہ معنی "یہ"
كُمْ ← جمع خطاب

اس ادھار کا لکھنا اور گواہوں کا ہونا یہ سب کچھ کرنا۔

أَقْسَطُ (ق س ط):- أَفْعَلُ ٱلتَّفْضِيل کا صیغہ ہے۔ یعنی زیادہ انصاف کرنے والا

أَقْوَمُ (ق و م):- افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی بہت درست رکھنے والا، زیادہ سیدھا، زیادہ مضبوط

أَدْنَىٰٓ (د ن و):- افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی زیادہ قریب

أَلَّا ← أَنْ + لَا معنی "کہ نہ"

تَرْتَابُوٓا۟ (ر ی ب):- شک کرنا، شبہ میں پڑنا۔

جو کچھ بتایا گیا اس طریقے سے ادھار کا لین دین کرو گے تو ہر طرح کے شک و شبہ سے بچے رہو گے ورنہ مقروض یا قرض دینے والا بھول سکتا ہے کہ قرض کی رقم کتنی تھی، قرض لوٹانے کی مدت کیا تھی وغیرہ۔ اس طرح کرنے سے کسی پر ظلم نہ ہو گا بلکہ انصاف کا معاملہ ہو گا۔ اور کسی قسم کا شک نہیں ہو گا۔ بعض اوقات شک میں پڑنے سے انسان دوسروں پر اپنے میں ظلم کرنے لگتا ہے۔ اور واضح بات لکھی جائے، ذومعنی باتیں نہ لکھی جائے تاکہ کوئی شک میں نہ پڑے۔
یہ طریقہ اللہ کے یہاں زیادہ انصاف والا ہے اور گواہی قائم کرنے کے لیے زیادہ مضبوط یا درست ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی اچھا ہے کہ تم شک میں نہ پڑو۔ تمہیں شک سے بھی بچانے والا ہے۔
اگر تمہارے درمیان اختلاف ہو جائیگا تو گواہ صحیح گواہی دے گے اور دستاویز لکھے ہوئے ہوگے تو تم اختلاف کے وقت اُس دستاویز کی طرف رجوع کرو گے۔

إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا
(ہاں، اگر تجارتی لین دین دست بدست [نقد] ہو جو تم آپس میں کرتے ہو تو [ایسے معاملے کو] نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں)

تُدِيرُونَهَا (د و ر):- پھرانا، گھمانا، چکر دینا۔
یعنی جو بار بار لین دین ہوتا ہو۔

مثلاً کوئی کسی دکان سے کوئی چیز خرید کر نقد پیسے ادا کرتا ہے تو ضروری نہیں کہ دکاندار سے اسکی رسید لے۔ روزمرہ کے لین دین نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔

وَأَشْهِدُوٓا۟ إِذَا تَبَايَعْتُمْ
(اور تم جب آپس میں سودا کرو تو گواہ بنا لیا کرو)

تَبَايَعْتُمْ (ب ی ع):- تفاعل کے وزن پر۔ یعنی تم آپس میں سودا [خرید و فروخت] کرو۔

کچھ تجارت یا لین دین ایسے ہوتے ہیں جس میں لکھنا اور گواہ بنانا ضروری ہے۔ مثلاً بڑی کمپنی کی تجارت، کوئی اہم معاملہ ہو، بڑے سودے جیسے کسی دکان یا مکان یا باغ وغیرہ کی تجارت ہو، جہاں بڑی بڑی رقم کی بات ہوتی ہے۔

ایک محلہ دالیں خریدنا اور ایک گھر خریدنا برابر تو نہیں۔ ایسی تجارت جس میں چھوٹی چھوٹی چیزیں جیسے دال، چاول اور سبزی وغیرہ کی خرید و فروخت ہو، اُس کا معاملہ مختلف ہے۔ وہ روزمرہ کے لین دین ہیں۔ ایسے سودے میں لکھنے اور گواہوں کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو سودے بڑے بڑے ہو یا ایسے سودے جن میں کسی کے دھوکا دینے کا اندیشہ ہو وہاں گواہ بنا لیا کرو۔
آجکل انسانوں کے علاوہ بینک سٹیٹمنٹ (Bank Statement)، رسید Debit card Statement یہ از خود گواہ ہیں۔

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ
(اور کاتب [لکھنے والا] اور گواہ کو ستایا نہ جائے / نقصان نہ دیا جائے)

يُضَآرَّ (ض ر ر):- یہ فعل معروف بھی ہے اور مجہول بھی ہے۔
← معروف میں معنی ہے [کاتب اور گواہ] تکلیف نہ دے یا نقصان نہ پہنچائے۔
مثلاً کاتب کو جو لکھوا دیا جائے اُس کے خلاف وہ نہ لکھے۔ اور گواہ جو سنے یا دیکھے اُسکے خلاف وہ گواہی نہ دے یا اُس گواہی کو نہ چھپائے۔
← مجہول میں معنی ہے [کاتب اور گواہ کو] تکلیف نہ دی جائے یا دکھ نہ پہنچایا جائے۔
کاتب اور گواہ تمہاری مدد کر کے تم پر احسان کر رہے ہیں۔ اُن کے احسان کو مانو۔ اُن کو تکلیف نہ دو۔
کاتب کو تکلیف کس طرح دی جاتی ہے؟
1) کسی سے زبردستی لکھوانا جبکہ وہ کسی عذر کی وجہ سے لکھنا نہیں چاہتا۔
2) دور دراز علاقوں میں بلانا اور انکے آنے جانے کا خرچہ نہ دینا۔
3) اسٹیمپ پیپر (Stamp paper) اُس کے ہی پیسوں سے خریدنے کہنا۔
4) تحریر لکھنے میں اور بھی کئی چیزیں لگتی ہیں اُس کا خرچہ نہ دینا۔
5) بار بار اسکی لکھی تحریر کو پھاڑنا اور کہنا اسے دوبارہ لکھو۔
6) ایسے اوقات میں اُسے بلانا جب اُنکے آرام کا وقت ہو یا وہ بیمار ہو یا اس کے کھانے کا وقت ہو یا آدھی رات کو اُسے نیند سے اٹھانا یا اُسکے کسی اہم کام کا وقت ہو مثلاً جس وقت اُسکے کاروبار کا وقت ہو اُس وقت اُسے کہنا کہ تم سب کچھ چھوڑ کر پہلے ہمارے لیے لکھنے آجاؤ۔
7) تحریر بدلنے کہنا۔

گواہ کو تکلیف کس طرح دی جاتی ہے؟
1) کسی کو گواہ بننے پر مجبور کرنا۔
2) دور دراز علاقوں میں بلانا اور انکے آنے جانے کا خرچہ نہ دینا۔
3) گواہوں کو دھمکیاں دینا کہ خبردار! اگر تم نے ہمارے خلاف گواہی دی تو تمہیں مار دیں گے۔
4) گواہی بدلنے کہنا۔ [اوپر نمبر 6 پوئنٹ کی طرح گواہ کے ساتھ بھی کرنا]

← کاتب اور گواہ کو بار بار اور بے وقت نہ بلایا جائے۔
← ان کے کام یا ذاتی زندگی میں خلل نہ ڈالا جائے۔
← اپنے فائدے کے لیے اُن کے سکون میں خلل اندازی نہ کی جائے۔
← کاتب اور گواہ اپنا وقت لگا رہے ہیں اسلیے اُن کا شکریہ ادا کیا جائے۔

اگر کوئی تمہاری مدد کر رہا ہے تو تم اُسے نقصان نہ دو۔ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ
(نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ)۔
ترمذی (حسن غریب):- "جو دوسرے کو نقصان پہنچائے، اللہ اُسے نقصان پہنچائے گا اور جو دوسرے کو تکلیف دے، اللہ تعالیٰ اُسے تکلیف دے گا"۔
کسی کو تکلیف دینے سے پہلے یہ بات یاد رکھے کہ جو کوئی کسی کو نقصان دے گا، تو اُس کا بھی نقصان ہو گا۔ ویسے بھی کوئی کسی کو نقصان دے کر اللہ سے تو بھاگ نہیں سکتا۔ یہ صرف کاتب اور گواہوں کے معاملات میں ہی نہیں بلکہ زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی یاد رکھے۔
مومن کسی کو اپنے ہاتھ اور زبان سے کبھی بھی تکلیف نہیں دیتا۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ کسی کا بھی برا نہیں چاہتا۔ وہ کسی کے حق میں کمی نہیں کرتا۔
چونکہ شیطان انسان کا بڑا دشمن ہے اسلیے وہ انسانوں سے ایسے کام کرواتا ہے جس سے دوسروں پر ظلم ہو۔

وَإِن تَفْعَلُوا۟ فَإِنَّهُۥ فُسُوقٌۢ بِكُمْ
(اور اگر تم [ایسا] کرو گے تو یقیناً یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی)

کاتب اور گواہ نے اگر نقصان دیا یا یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ کاتب اور گواہ کو نقصان دیا گیا تو یہ فسق ہو گا۔ اللہ کے حدود سے باہر نکلو۔ ورنہ نافرمان لکھے جاؤ گے۔

فُسُوقٌ قُلْتُمْ (تمہاری نافرمانی) نہیں کہا گیا بلکہ فُسُوقٌۢ بِكُمْ (تمہاری طرف سے نافرمانی) کہا گیا۔ یعنی یہ خرابی تمہاری طرف سے ماحول میں شروع ہو گی۔ دوسرے تمہیں دیکھ کر ویسا ہی کرنا شروع کریں گے۔ تم معاشرے کے بگاڑ کے ذمہ دار ہو گے۔
بعض نے بِ کی وجہ سے یہ بھی معنی کیا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو گناہ چمٹ جائے گا۔

وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُ ۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ
(اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں [یہ احکام] سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے)

اگر تقوی ہو گا تو مالی معاملات میں یا کسی بھی معاملے میں کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

اگر وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ (اور اللہ سے ڈرو) پر وقف (Stop) کیا جائے تو پیچھے سے اس کا ربط ہو گا۔ پھر معنی ہو گا معاملات طے کرنے میں آپس میں اللہ سے ڈرو۔ یعنی اللہ سے ڈر کر معاملہ طے کرو۔ پھر وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُ (اللہ تمہیں سکھاتا ہے) یہ الگ بات ہو گی کہ اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے۔ یہ سارے معاملات اللہ نے تمہیں سکھائے۔

اور اگر وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُ (اور اللہ سے ڈرو اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ) کو اکٹھا پڑھے تو معنی یہ ہو گا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں علم دے تو پھر تمہیں تقوی اختیار کرنا ہو گا۔ جس کے دل میں تقوی (اللہ کا ڈر) ہو گا، اللہ اُسے سکھا دے گا۔
جتنا تمہارے اندر اللہ کا خوف ہو گا اتنی ہی علم کی گہرائی نصیب ہو گی۔ کیونکہ علم کا تعلق بھی انسان کے دل سے ہے۔ اگر اللہ کا ڈر دل میں ہو گا تو اللہ کی باتیں بھی زیادہ سمجھ میں آئیگی۔
وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُ (اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے)
علم کا اصل منبع (Source) اللہ کی ذات ہے۔ علم اللہ ہی ادا کرتا ہے اسلیے اللہ سے ہی دعا مانگے رَّبِّ زِدْنِى عِلْمًا (اللہ میرے علم میں زیادتی کر)۔
علم حاصل کرنے کے لیے تقوی کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں اپنے علم کو بہتر بنانے کے لیے تقوی کی ضرورت ہے۔ اسلیے اللہ سے ڈرو اور غلط کاموں کو چھوڑ دو۔ جتنا بھی سیکھ رہے ہیں اُس پر عمل کرو۔
ایسا نہ ہو کہ دین کا علم سیکھتے اور سکھاتے وقت سب کے سامنے تو دیندار بن کر رہے اور پیچھے کچھ بھی عمل نہ ہو۔ اللہ کا خوف ہو گا تو عمل بھی درست ہو گا۔ وہ ہدایت پر رہے گا۔
سورۃ البقرۃ کے شروعات میں ہی بتا دیا گیا کہ یہ قرآن اُن کے لیے ہدایت ہے جن کے اندر تقوی ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ([یہ قرآن] ہدایت ہے تقوی والوں کے لیے)
ہدایت کب حاصل ہو گی؟ جب علم حاصل ہو گا۔ اور علم حاصل کرنے کے لیے تقوی ضروری ہے۔
تقوی دل کی حالت ہے ← دل میں اللہ کی محبت، اللہ کا ڈر، اللہ کی ملاقات کا شوق پیدا ہونا، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے سارے حاجات، اپنے سارے دکھ درد رکھنا، اللہ کے لیے گناہوں کو چھوڑ دینا۔
کافروں کے دلوں میں تکبر ہوتا ہے اسلیے انھیں ہدایت نہیں ملتی۔ منافقین کے اندر دھوکہ، جھوٹ اور امانت میں خیانت ہوتی ہے اسلیے انھیں بھی ہدایت نہیں ملتی۔
جو جھوٹے بہانے یا عذر پیش کرے انھیں یہ علم کا نور نہیں ملتا۔ اس نور کو پانے کے لیے سنجیدگی ضروری ہے۔
یہ تمام احکام یا تعلیم ہمیں سکھانے کے لیے دیئے گئے۔ اللہ کا خوف علم کو عمل میں بھی لاتا ہے۔

وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ (اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے)

⇐ اللہ کو سب کچھ پتہ ہے۔ تم پوری دنیا سے چھپا سکتے ہو لیکن اللہ سے کچھ بھی نہیں چھپا سکتے۔ تم سب کو دھوکہ دے سکتے ہو لیکن اللہ کو نہیں دے سکتے۔

⇐ جسے ہر چیز کا علم ہے وہی سکھا سکتا۔ کوئی بھی انسان یا کوئی بھی مخلوق یہ دعوی نہیں کر سکتی کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ جسے ہر چیز کا پتہ نہیں وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتا ہے۔ ہر ایک کا علم محدود ہے۔ اور ہر کوئی ہر چیز میں ماہر بھی نہیں ہوتا۔ اللہ کے سوا کسی کے پاس بھی کسی بھی چیز کا مکمل علم نہیں ہے۔

⇐ انسان تو خود اپنے بارے میں بھی صحیح علم نہیں رکھتا۔ النحل: 78 ← "اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ اُس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے..."
جب انسان پیدا ہوتا ہے اُس وقت وہ مکمل جاہل ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتا ہے پھر علم حاصل کرنے لگتا ہے۔ پھر ساری زندگی سیکھنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ پھر سیکھی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے پھر دوبارہ انھیں یاد کرتا ہے۔

اسلیے آیت کے آخر میں کہہ دیا گیا کہ یہ جتنے بھی احکام اس میں دیئے گئے ہیں اُسے کھلے دل سے قبول کر لو۔ کیونکہ اللہ کو ہر چیز کا پتہ ہے اور ہمیں نہیں پتہ۔ اور اگر انسان یہ بات اپنے دل میں بٹھا دے کہ اللہ کو ہر چیز کا خوب علم ہے تو کبھی کوئی عورت یہ اعتراض نہ کرے کہ میری گواہی آدھی کیوں ہے!